ادبیات

غزل

جناب الم مظفر نگری

دردکی ٹیس کو کچھ اور اُبھر جانے دے — دل سے ہر نشترِ غم تا بہ جگر جانے دے
منزلِ عشق اِدھر اور اُدھر دیر و حرم — دیکھئے جذبۂ توفیق کِدھر جانے دے
کھول دے زلفِ گرہ گیر کو تو شانوں پر — نظمِ ہستی جو بکھرتا ہے بکھر جانے دے
رسمِ اُلفت کا تقاضا ہے یہ اے ضبطِ جنوں — تا بمژگاں تو کوئی لختِ جگر جانے دے
شمعِ محفل تو اُسے روک لے ممکن ہی نہیں — اپنی دھن میں کہیں جاتا ہے شرر جانے دے
وقت پینے کا ہے پی لیں گے مگر اے ساقی — شیشے کو بادۂ گلگوں سے نکھر جانے دے
صبر اتنا بھی تو کرتی نہیں موجِ دریا — کہ حبابوں کو ذرا اور اُبھر جانے دے
اللہ اللہ یہ قیامت میں قیامت کا ہجوم — کون اِس بھیڑ میں اب کو گذر جانے دے
بال آجائے نہ آئینۂ ہستی میں کہیں — چھوڑ نظارے کو لے جلوہ نگر جانے دے
ہے غنیمت مجھے بے بال و پری بھی صیاد — توڑنے ہیں تجھے پر توڑ مگر جانے دے
ہم نفس چوٹ نہ پڑجائے کسی کے دل پہ — یُوں نہ کر تذکرۂ عیب و ہنر جانے دے

خاکساری تجھے لازم ہے محبت میں الم
کوئی آپے سے گزرتا ہے گزر جانے دے

غزل

جناب فانی ۔ مرادآبادی — لائل پور

[...]دانہ جا رہا ہے ہَوا پہ اُڑا ہوا — شاید کہ آج حقِ محبت ادا ہوا
[...]ے جانِ انتظار یہ کیا جانے کیا ہوا — تجھ سے گزر گیا ہوں تجھے ڈھونڈھتا ہوا
[...]اور بھی بھڑک اٹھی ہے مرے دل کی آگ — کچھ اور بھی اضافۂ سوزِ وفا ہوا
[...]ز سلام کرتے ہیں دیر و حرم اُسے — اپنے ہی نقشِ پا پہ رہا جو مٹا ہوا
[...]نی سمجھ سکے گا نہ اُس کی بلندیاں — جو سجدہ آستاں سے کہیں دُور ادا ہوا

فانی اُٹھا ہے کون یہ تذلیلِ عشق کو
کس نے کہا کہ "حُسن شریکِ وفا ہوا"